صاحبِ نصاب شخص کا مرحوم کی طرف سے قربانی کرنے سے متعلق ایک اہم مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک آدمی جو صاحب نصاب ہے جس پر قربانی واجب ہے، اس نے ایک سال تو اپنی طرف سے قربانی کی، لیکن پھر آنے والے سالوں میں صاحب نصاب ہونے کے باوجود اس طرح کرتا رہا کہ پہلے ایک سال ایک بکرے کی اپنی مرحومہ والدہ کی طرف سے اور اس سے اگلے سال ایک بکرے کی اپنے مرحوم والد صاحب کی طرف سے قربانی کی، ان مرحومین کی وصیت کے بغیر اور اپنی طرف سے نہ کی، تو کیا یہ قربانی اِس کی اپنی طرف سے ادا ہوئی یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

مذکورہ صورتِ حال میں مرحوم والدین کی طرف سے جو بغیر وصیت کے قربانی کی گئی، اُس سے اِس ذبح کرنے والے کا واجب ادا ہو گیا، کیونکہ میت کی طرف سے یا میت کے نام پر قربانی کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ اس کا ثواب میت کو پہنچے، باقی رہی قربانی تو وہ چونکہ ذبح کرنے والے کی مِلک پر واقع ہوئی ہے، اس لیے اس کا اپنا واجب ادا ہو جائے گا۔

علامہ شامی فرماتے ہیں: "لو ضحی عن میت وارثه بامرہ الزمه بالتصدق بھا وعدم الاکل منھا، وان تبرع بھا عنه له الاکل لانه یقع علی ملک الذابح والثواب للمیت، لھذا لو کان علی الذابح واحدة سقطت عنه اضحیته کما فی الاجناس، قال الشرنبلالی: لکن فی سقوط الاضحیة عنه تامل۔ اقول: صرح فی فتح القدیر فی الحج عن الغیر بلا امر انه یقع عن الفاعل فیسقط به الفرض عنه وللآخر الثواب فراجعه" ترجمہ: اگر وارث نے میت کے حکم سے اس کی طرف سے قربانی کی تو اس پر لازم ہے کہ اسے صدقہ کر دے اور اس میں سے نہ کھائے، اور اگر وارث میت کے حکم کے بغیر تبرعاً اس کی طرف سے قربانی کرے، تو اس کے لیے اس میں سے کھانا، جائز ہے، کیونکہ یہ قربانی ملکِ ذابح پر واقع ہوئی ہے اور میت کے لیے ثواب ہے، اور اسی لیے اگر ذابح پر ایک قربانی لازم ہو، تو ساقط ہو جائے گی جیسا کہ اجناس میں ہے۔ علامہ شرنبلالی نے فرمایا: لیکن اس سے قربانی کے ساقط ہونے میں تامل ہے۔ میں (علامہ شامی) کہتا ہوں: علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں حج عن الغیر بلا امر کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ فاعل کی طرف سے واقع ہو گا اور اس سے اس کا فرض ساقط ہو جائے گا اور اس دوسرے شخص کے لیے اس حج کا ثواب ہے، تو اس کی جانب رجوع کرو۔ **(ردالمحتار مع الدرالمختار، کتاب الاضحیہ، ج9، ص554، مطبوعہ کوئٹہ)**

فتاوی قاضی خان میں ہے: " ولو ضحی عن المیت من مال نفسه بغیر امر المیت جاز، وله ان یتناول منه ولا یلزمه

ان یتصدق بہ،لانھا لم تصر ملکاً للمیت بل الذبح حصل علی ملکہ،ولھذا لو کان علی الذابح اضحیۃ سقطت عنہ"ترجمہ:اگرکسی نے اپنے مال سے میت کی طرف سے بغیر اس کی وصیت کے قربانی کی تو یہ جائز ہے اور اس ذبح کرنے والے کے لیے اس قربانی میں سے کھانا، جائز ہے اور اس گوشت کو صدقہ کرنا لازم نہیں، کیونکہ وہ میت کی ملک نہ ہوئی، بلکہ قربانی ذبح کرنے والے کی ملک پر ہوئی، لہذا اگر ذبح کرنے والے پر قربانی واجب تھی، تو اس سے واجب ساقط ہوگیا۔

(فتاوی قاضی خان، کتاب الاضحیۃ، ج3، ص239، مطبوعہ کراچی)

ردالمحتار میں ہے:" من ضحی عن المیت یصنع کما یصنع فی اضحیۃ نفسہ من التصدق والاکل والاجر للمیت والملک للذابح وقال الصدر والمختار انہ ان بامر المیت لا یاکل منھا والا یاکل، بزازیہ"ترجمہ:اگرمیت کی طرف سے قربانی کی تو صدقہ اور کھانے میں اپنی ذاتی قربانی والا معاملہ کیا جائے اور اجروثواب میت کے لیے ہوگا اور ملکیت ذبح کرنے والے کی ہوگی، فرمایا صدر نے کہ مختار یہ ہے کہ اگر قربانی میت کی وصیت پر کی تو خود نہ کھائے، ورنہ کھائے۔ بزازیہ۔

(ردالمحتار مع الدرالمختار، کتاب الاضحیۃ، ج9، ص540، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاوی رضویہ میں امام اہلسنت سے سوال ہوا:"ایک شخص نے ایک قربانی میں تین آدمیوں کے نام جو مرگئے ہیں کی، کیا فرماتے ہیں قربانی درست ہے یا نہیں؟"

امام اہلسنت نے جواباً ارشاد فرمایا:"قربانی اللہ عزوجل کے لیے کی اور اس کا ثواب جتنے مسلمانوں کو پہنچانا چاہا اگرچہ عام امت مرحومہ کو، تو قربانی درست ہوگی اور ثواب سب کو پہنچے گا اور اگر ان تینوں نے اپنی طرف سے قربانی کی وصیتیں کی تھیں، تو ہر ایک کے مال سے جدا قربانی لازم ہے۔ ایک قربانی دو کی طرف سے نہیں ہوسکتی، اگر کی جائے، تو کسی کی طرف سے نہ ہوگی، محض گوشت ہوگا۔"

(فتاوی رضویہ، کتاب الاضحیہ، ج20، ص457، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر سیدی اعلیٰ حضرت سے سوال ہوا کہ"منجانب میت جو قربانی دی جائے، اس گوشت کو کس طرح تقسیم کیا جائے، اس کا رواج ہے کہ ایک حصہ خویش واقرباء اور ایک وقف علی المساکین اور تیسرا حصہ وقف کیا جاتا ہے۔"

سیدی اعلیٰ حضرت جواباً ارشاد فرماتے ہیں:"اس کے بھی یہی حکم ہیں، جو اپنی قربانی کے کہ کھانے، کھلانے، تصدق، سب کا اختیار ہے اور مستحب تین حصے ہیں: ایک اپنا، ایک اقارب، ایک مساکین کا، ہاں اگر میت کی طرف سے بحکم میت کرے۔ تو وہ سب تصدق کی جائے۔"

(فتاوی رضویہ، کتاب الاضحیہ، ج20، ص455، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

مفتی ابوالحسن محمدھاشم خان عطاری

02ذیقعدۃ الحرام1440ھ/06جولائی2019ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے